باب-28

شیطان اور ابلیس ازم

☆ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ .

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں، مردود پھٹکارے ہوئے شیطان سے۔

☆ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۔

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ (تعظیمی) کرو تو بجز ابلیس کے تمام (فرشتوں) نے سجدہ کیا۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھا، اور وہ تو تھا ہی کافروں سے۔ (سورۃ البقرہ: آیت 34)

صاحبو! شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنے، یعنی استعاذہ کے متعلق چند امور قابلِ غور ہیں:

- دیکھو! شیطان میں اور ہم میں قدیم آبائی دشمنی ہے۔ جب اس نے بابا آدم کو وسوسے میں ڈال کر جنت سے نکلوایا تو کیا وہ ہم کو سہولت سے جنت میں جانے دے گا۔۔؟ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں آدمؑ اور شیطان کا قصّہ بار بار آیا ہے۔
- شیطان پڑھا لکھا دشمن ہے۔ اس کے شر سے بچنا مشکل کام ہے۔
- شیطان نظر نہیں آتا۔ گھات میں بیٹھا کام کر رہا ہے۔
- آدمی اسی وقت استعاذہ کرتا ہے (اللہ کی پناہ لیتا ہے) کہ جب خود کو کمزور، شیطان کو قوی دشمن اور اللہ کو قادر اور توانا سمجھتا ہے۔
- آدمی کو جب اپنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے تو انکسار پیدا ہوتا ہے، جو بندگی کی جان ہے۔
- دشمن بھی پناہ میں آجاتا ہے تو اس کو تکلیف نہیں دی جاتی۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں گے تو وہ، ہمارے تمام کام درست کر دے گا۔ شیطان سے بھی بچائے گا اور دیگر مضر چیزوں سے بھی بچائے گا۔
- شیطان، درگاہِ الٰہی کا کتا ہے۔ کسی کو محلِ شاہی میں گھسنے نہیں دیتا۔ تم اس کے آقا کو پکارو جو ہمارا بھی آقا ہے۔ اے مالک! یہ کتا تیرے دربار میں داخل ہونے سے ہم کو روکتا ہے۔ وہ اس کو ڈانٹ دے گا تو کتا ہٹ جائے گا۔ اور ہم اس کی درگاہ میں داخل ہو سکیں گے۔

دیکھو! اپنی قوتوں، اپنی عقلمندی اور ہوشیاری پر نہ پھولو۔ ہمیشہ اللہ تعالے کے دامنِ رحمت میں چھپے رہو۔

نوٹ: جب قرآن پڑھو تو پہلے اعوذ پڑھو۔ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّـهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (سورۃ النحل: آیت 98)۔ یہ حکمِ الٰہی ہے۔

صاحبو! آج کل ابلیس پرست بہت ہو گئے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ابلیس بڑا توحید پرست تھا کہ اس نے لعنت کا طوق تو پہن لیا لیکن اللہ کے سوا اس نے کسی اور کو سجدہ نہیں کیا۔ دیکھو! اس مسئلہ میں ابلیس نے غلطی پر غلطی کی۔ خدا کو بے سمجھ بتایا اور کہا "اللہ کو اچھے بُرے کی تمیز ہی نہیں، اس نے افضل کے رہتے کم تر کو سجدہ کرنے کا حکم دیا"۔۔۔ یاد رکھو! اللہ کے حکم سے انکار، کفر ہے، اس کو بے فہم سمجھنا کفر ہے۔ اللہ کے حکم کے مقابل، شیطان کا خود ایک حکم رکھنا 'شرک فی الحکم' ہے۔ ابلیس نے آدم کو خاک سمجھا۔ کیا خاک سمجھا۔۔۔! آدم میں جامعیت ہے، عاجزی رازِ بندگی ہے جو خاک سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنا چاہیے تھا کہ بندگی سے سربلندی ہے۔ خود پسندی میں ذلّت ہے، شرمندگی ہے۔ اور پھر وہ تو اللہ سے مقابلہ بھی کرنے کو تیار ہو گیا۔ کیا یہی اس کی توحید پرستی ہے۔۔۔؟ اس نے آدم کے علم کی فضیلت کو بھی ہیچ جانا۔ یہ خود اس کے ہیچ ہونے کی دلیل ہے۔

دیکھو! سب سے پہلے جس نے گناہ کی ابتدا کی، شر و فساد پھیلایا، وہ ابلیس ہے۔ وہ فاسد، قوتِ غضبی کا مرکز ہے۔ اب بھی جو شر ور پیدا ہو رہے ہیں وہ ابلیس ازم کی اتباع میں ہو رہے ہیں۔

- ابلیس ازم کے اصول و نظریئے کیا ہیں، اس کی کچھ تفصیل درجہ ذیل ہے:

(1) اپنی ذات کو اعلیٰ ذات اور دوسروں کی ذات کو ادنیٰ اور نیچ سمجھنا۔ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ مجھے تو نے آگ (یعنی لطیف تر) سے اور آدم کو مٹی (یعنی کثیف تر) سے پیدا کیا، (سورۃ الاعراف: آیت 12)۔۔۔ گویا اونچی ذات کے سامنے علم و تقویٰ کوئی چیز نہیں۔

(2) توحید فی الحکم کوئی چیز نہیں، حکم کرنے میں عقل آزاد ہے۔

(3) خدا پر الزام لگانا ہے کہ، وہ غلط احکام دیتا ہے، افضل کے رہتے مفضول کو خلافت دیتا ہے۔

(4) ابلیس نے خَلَقْتَهُ مِن طِينٍ تو دیکھا مگر وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي، یعنی اور اس میں اپنی (اللہ کی) روح پھونک دوں، (سورۃ ص: آیت 72) کو نہ مانا۔۔۔ گویا اس کے پاس جو کچھ ہے مادّیات ہے، روحانیت کوئی چیز نہیں۔

(5) جب اس کا آدم علیہ السلام پر کچھ زور نہ چلا تو اماّ حوّا سے مدد لی۔

(6) آدم اور حوا کے سامنے قسمیں کھائیں کہ میں تمھارا بہی خواہ ہوں، یعنی اپنے حصولِ مقصد کے لیے جھوٹی قسمیں کھانے سے نہ ڈرنا چاہیے۔۔۔ اس کو پالیٹکس کہتے ہیں۔ اسی کا نام پالیسی ہے، سیاست ہے۔ خصوصاً

قومی کاموں میں دھوکا دینا عین ہنر مندی ہے۔ بڑا عقلمند وہ ہے جو بڑے بڑوں کو چکر میں لا کر تباہ کر دے۔ نہ تو قسم و عہد کوئی چیز ہے اور نہ معاہدہ قابلِ پابندی۔ بلکہ معاہدہ اسی لیے تو کیا جاتا ہے کہ توڑا جائے۔

(7) جھوٹی عزت کے سامنے نہ دنیا کی پرواہ کرو نہ عقبیٰ کی۔

صاحبو! اس وقت کیا ہو رہا ہے؟ اسی ابلیس ازم کی اتباع۔۔۔! ہر شخص اپنی قوم، اپنی ذات اور اپنے فیشن کو اعلیٰ سمجھتا ہے، اور دوسرے کو اپنی قومیت میں شریک نہیں کرتا۔ دو تین ہزار برس ہوئے وسط ایشیا سے ہندوستان میں آرین قوم آئی۔ یہ برہمن، چھتری، ویش، اعلیٰ ذات والے سمجھے جا رہے ہیں۔ برہمن اپنے کو دیوتا سمجھتے ہیں اور یہاں کے غریب اصلی باشندوں کو ملیچھ یعنی ناپاک، اور شودر یعنی خدام سمجھتے ہیں۔ نہ روٹی نہ بیٹی، نہ دوسروں کو اپنی قوم میں لیا، نہ اصلی ہندوستان کی عورتوں سے شادی بیاہ کر کے اپنے میں ہندوستانیوں کا خون ملایا۔ یہ ابھی تک پردیسی کے پردیسی ہیں۔ وہ لاکھ خود کو ہندوستانی بتلائیں مگر ہیں خاص وسطِ ایشیا ہی کے۔ دیگر تمام اقوام کی بھی کچھ یہی حالت ہے۔ انگریز الگ قوم ہے اور آئرش الگ۔ ان کے ملک اور زمین جدا ہیں۔ بعض کے پاس قومیت کا دارومدار رنگ پر ہے۔ امریکہ میں سفید لوگ بھی ہیں اور حبشی بھی۔ وہ ایک ہی زبان اور ایک ہی مذہب رکھتے ہیں مگر یہ دونوں الگ الگ ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اپنی قوم کو اچھا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر جاننا تو بلائے عام ہے ایک وبائے عظیم ہے۔ انگلستان اور امریکہ کے بعض ہوٹلوں کے بورڈ پر لکھا دیکھا گیا کہ dogs and Indians are not allowed، یعنی کتے کو ساتھ لانے اور انڈین کو اس میں آنے کی اجازت نہیں۔ یہ ہے ابلیس ازم اور اس کی شاخوں کا حال۔۔۔!

اس کے برخلاف "الٰہی ازم" یعنی اسلام کے اصول و نظریئے دیکھو۔۔۔ جو خدا کو ایک مانے اور اس کے احکام کی اطاعت کرے، الٰہی ازم میں شریک ہو گیا۔ مسلم قوم میں داخل جو حقوق قدیم مسلمانوں کے وہی حقوق نو مسلم کے بھی ہیں۔ اسلام، حریت اور مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ اس میں فلاں ابن فلاں کوئی چیز نہیں۔ ذرا مسجد کو دیکھو۔ یہاں قدیم الاسلام، عرب، افغان، ترک، ہندوستانی، گورا، کالا سب ہی کاندھا لگائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ بادشاہ رعایا کے ساتھ بازو سے بازو لگائے کھڑا ہے۔ سب شہنشاہِ ارض و سما کے سامنے سر بہ سجود ہے۔ یہاں قبیلہ کی عصبیت ہے، نہ رنگ کی، نہ زمین کی اور نہ زبان کی۔ اس کی تاریخ بھی دیکھو۔ ابنِ عمر کے غلام، امام مالکؒ کے استاد ہیں۔۔۔ سبکتگین، الپتگین کا غلام ہے۔۔۔ قطب الدین ایبک جس کا دہلی میں قطب مینار ہے، وہ پہلے غلام تھا اور پھر شہنشاہ ہوا۔

صاحبو! ذرا غور کرو۔ آدم کو سجدہ نہ کرنے سے ابلیس درگاہ خداوندی سے مردود ہوگیا۔ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے گویا وہ شیطان کے شاگرد ہیں۔ بلکہ شیطان نے اللہ کو سجدہ کرنے سے کب انکار کیا تھا۔۔۔؟ یہ تو اس کے مزید ہی سپوت اور faithful شاگرد نکلے کہ اللہ کو سجدہ کرنے سے بھی انکار کر رہے ہیں۔۔۔!

صاحبو! قرآن شریف میں آدم اور شیطان کا قصہ بار بار اسی لیے آتا ہے کہ اس میں بہت سی نصیحتیں اور اخلاقی تعلیم مقصود ہے۔ اپنے آپ کو تکبر، خود پسندی اور احساسِ برتری سے محفوظ رکھنے کی تعلیم ہے۔ انسان خاک سے بنا ہے تو انسان کی خاکساری اس کا شیوہ ہے۔ عاجزی اور انکساری اس کا مسلک ہے۔ اور بندگی اس کا کمال۔ برخلاف اس کے، شیطان کی جبلت میں شر و فساد ہے۔ اور اس فساد کی جڑ اس کا أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (سورۃ الاعراف : آیت 12)، یعنی میں اِس (آدم) سے بہتر ہوں، سمجھنا ہے۔ یوں وہ تمھارا آبائی دشمن ہے۔ پڑھا لکھا ہے، بلکہ معلم الملکوت بھی ہے۔ تم اس کو دیکھ نہیں سکتے لیکن وہ تم کو دیکھتا ہے۔ اس طرح کی مہلت اس کو قیامت تک کے لیے دی گئی ہے۔ لہٰذا ایسے دشمن سے بچنے کی بڑی ضرورت ہے۔ بڑی ہوشمندی کی بھی حاجت ہے۔ کیا کرنا چاہیے کہ اس ظالم کے شر سے محفوظ رہیں؟۔۔۔ بس اس کے مالک کی پناہ میں آجاؤ۔ اللہ رب العالمین سے مدد مانگتے رہو۔ اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھو۔ خدا کے بندے بنو۔ اس کی اطاعت کیا کرو۔ اپنے دل کو یادِ الٰہی سے بھر دو کہ شیطان کے وسوسوں کی گنجائش ہی نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کو اپنا رفیقِ طریق بنالو۔ دیکھو اکیلی بکری کو بھیڑیا لے جاتا ہے۔ چرواہا ساتھ ہو تو بھیڑیا کیا کر سکتا ہے۔۔؟ دشمن اگر قوی است، نگہباں قوی تر است۔

{حوالہ تفسیر صدیقی۔ سورۃ الفاتحہ صفحہ 1،2 پارہ 1 صفحہ 71 تا 74 پارہ 8 صفحہ 71 تا 73 اور 84
پارہ 14 صفحہ 21 تا 23 پارہ 15 صفحہ 46 اور پارہ 23 صفحہ 102، 103}

Siddiqui Publications